نمبر ۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ مارچ ۱۸۹۸ء | جلد دوم

حیدر آباد دکن کی جماعت کی طرف سے

عریضہ نیاز

بحضور حضرت اقدس امام مہدی آخر الزمان مسیح موعود علیہ السلام

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

سالک مسالک حقیقت و عرفان واقف رموز معارف قرآن۔ غواص بحر توحید آشنائی۔ یم تجرید مظہر انوار الٰہی۔ مصدر برکات نامتناہی۔ مقبول جناب احدیت۔ مقرب بارگاہ صمدیت۔ حافظ کلام ربانی۔ ہادی مراحل خدارسی وخدادانی۔ محی ملت بیضا۔ حامی شریعت غرا۔ فخر الاولیا تاج الاتقیا۔ قدوۃ السالکین عمدۃ العارفین۔ امیر المومنین امام المسلمین۔ آفتاب عالمتاب آسمان امامت شہسوار عرصہ ارشاد و ہدایت۔ حضرت امام آخر الزمان۔ مہدی دوران۔ مسیح موعود ایدہ اللہ و نصرہ۔

ہم لوگ جو خداے تعالے کے عاجز گنہگار بندے اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ادنٰے امتی اور حضور اقدس کے جان نثار خدام میں سے ہیں۔ یہ عریضہ نیاز نہایت ادب کے ساتھ بایں غرض سے خدمت فیضدرجت میں بھیجتے ہیں [illegible] عزت حاصل کرتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں کہ جناب عالی بنظر رحمت و شفقت اسکو لاحظہ فرمائیںگے۔

حضور کا اشتہار مورخہ [illegible] فروری ۱۸۹۸ء جو مرض طاعون کے بارہ میں شائع ہوا ہے ہم لوگ بھی اوس کے شرف مطالعہ سے مشرف ہوئے عالی جناب ہم لوگ اس بات کو پہلے سے جانتے تھے اور اوس سبب سے خوف زدہ بھی تھے کہ ایک طرف سے اس زمانہ کی نئی سوسائٹی اور اس پر فلسفہ زمانہ کی منافقانہ تہذیب نے اس پر زمانہ کی نامعقول نیچریت نے اہل عالم کو عموماً نہایت بیباک چالاک آزاد و گستاخ و شوخ و شریر بنا دیا ہے اور دوسری طرف سے اس زمانہ آخر کے خشک ملاؤں نے نفسانی جذبات کو انتہا تک پہنچا کر باہمی اتحاد و محبت و طریق ہدایت کی تمام راہیں مسدود کر دی ہیں۔ افسوس صد افسوس کہ [illegible] کی بہار رگ و دل اون کے گوش تک پہونچ سکے اور انہوں نے اس خداداد نعمت کی کچھ قدر نہ کی جو عین ضرورت کے وقت حضرت قیوم عالم جل شانہ نے اُن کو عطا کی تھی یعنی روحانی نور اور آسمانی امورات و اوس سبب محروم و بے نصیب ہو گئے ہیں۔ کہ خدائے تعالیٰ کی اُن قدیم سنتوں کو بھی اونہوں نے بالکل فراموش کر دیا ہے جس کے آثار و نقوش نظام فطرت و قانون قدرت میں مندرج ہیں۔ اگر وہ کچھ بھی سعید فطرت ہوتے تو منصفانہ طریق سے اپنی بصیرت سے کام لیتے اور حضور اقدس کی جان بخش و روح پرور تصنیفات کو تدبر سے دیکھتے۔ اور جناب عالی کی پاک ہدایت و مبارک تعلیم پر ایک منصفانہ دل سے غور کرتے۔ تو ان کے خون کا قطرہ قطرہ اور اُن کی خاک کا ذرہ ذرہ اس امر پر شہادت دیتا کہ اللہ جل شانہ نے اس پرآشوب و پرظلمت زمانہ میں اپنی رحمانی تجلی کے ساتھ اس عالم کی طرف توجہ کی ہے اور اپنی عظیم الشان رحمت کو ایک نہایت عالی خیال و روشن دماغ و بلند حوصلہ و سلیم العقل و حلیم المزاج و سعید الفطرت و کامل الایمان و پاک نہاد و متقی و مقدس و کریم النفس انسان کی صورت میں نازل کیا ہے۔ تاکہ ابدی زندگی کے طلب گار سلامت کی راہ سے چل کر صراط مستقیم کو پالیں۔ اور اوس منزل مقصود پر پہونچ جائیں جس پر پہنچنا پیدائش انسان کی علت غائی ہے۔

مگر ہم اس بات سے سخت دردمند ہیں کہ بجائے قدر شناسی و شکر گذاری کے ان لوگوں نے حضور کی تکلیف و توہین کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اور کوئی پہلو مخالفت و مخاصمت کا باقی نہ چھوڑا۔ ان حالات کو ہمیشہ دیکھ دیکھ کر اس بات سے دل ڈرتا تھا اور خوف آتا تھا۔ کہ

تا دل مرد خدا نامد بدرد ۔ ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد

آخر کار وہی ہوا۔ کہ قحط و زلزلہ کے متواتر و مسلسل صدمات سے ایک عالم تباہ ہوگیا ہے۔ اور اب خدائے تعالیٰ کے قہری تجلی کے آثار اور بھی زیادہ نمایاں ہونے لگے۔ اور طاعون جیسا مرض مہلک ترقی کرتا جاتا ہے۔ اور اس عالمگیر موت کے حملہ سے نکل جانا انسان ضعیف البنیان کی طاقت و امکان سے باہر ہے بالکل صحیح ہے کہ عالم اسباب کے تمام حوادث اسباب سے وابستہ ہیں۔ مگر ذات پاک حضرت صانع عالم جل شانہ جو متصرف فی الاسباب ہے۔ اوسی کے ارادہ و مشیت کے موجب اس کائنات کی ہر ایک حرکت و سکون واقع ہوتی ہے۔

چونکہ اس مرض کا شیوع اس ملک کے حدود میں بھی شروع ہو گیا ہے روز متوحش خبریں پہنچتی جاتی ہیں بظاہر اوس کے آثار بہت خوفناک ہیں اور معلوم نہیں کہ کس وقت کیا حادثہ وقوع میں آجائے۔ ہم لوگ اپنے ایمان و عقائد کا اوسی طرح جس طرح حضور نے اپنی پاک و مقدس کتابوں میں تحریر فرمایا ہے حضور کو شافع محشر سمجھتے ہیں۔ جیسے اول الشافعین [illegible] خداوند تعالیٰ جل شانہ کی [illegible] ہے۔ اور امیدوار ہیں۔ کہ میدان حشر میں بروز حساب ہم [illegible]

بلکی کو چاہتا تھا۔ یہ آیت بھی پورا فوٹو دکھاتی ہے۔ زمانہ کی
حاجت کا جو ہمارے ہادی کریم صلے اللہ علیہ سلم کے وجود باجود
سے پہلے تھی۔ یہ کس قدر غور کے قابل بات ہے۔ کہ آپ سے اُنیس برس
قبل یہی اسلام اس نمونے کے پیش نظر کو بھی ہوا۔ جو اس جدید کو
کے سننے والے کو خبر دیا۔ نہ صلاح ہو رہی ہے۔ کہ اُسی طرح آج بھی
تقاضائے وقت اور ضرورت مصلح میں ہے۔ جس نے جس طرح غور اور
جستجو کرے جیسی اُسنے پہلی صدی کے وقت کی۔

کیا اس وقت یہ صحیح بات نہیں۔ کہ زمین جاہل تھی تھی اور
بالکل سچا نقشہ اُس کا ہو رہا تھا۔ ہے

رنج بوستاں خوردو مردم رنج

تاریکی نے سارے عالم کو اپنے پردوں کے نیچے لے رکھا تھا۔
ظہر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس
یعنے امیوں اور علم و کتاب کے مدعیوں میں فسق و فجور اور اخلاق عام ہو گئی۔
اور اس فساد و اخلاق کی وجہ اُن کی بدعملیاں اور بدکرداریاں ہیں
اور اس بدعملی کا تسلط ہر طرف پورا ہو رہا ہے۔ گویا یوں
سمجھو کہ ساری زمین پکار رہی تھی۔ کہ ایک نبی کی ضرورت
ہے جو اس کی پشت کو فسق و فجور کے ناقابل برداشت بوجھ سے
نجات دے۔

بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ جماعت علماء نے بھی امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر کو بالکل چھوڑ دیا۔ اور وہ علماء و مشائخ جو وعظ کہتے
جو ہزاروں اور شہروں کے مجمعوں میں مسیح ناصری کو زندہ آسمان پر
کر گئے ہوتے ہیں یا مساجد نشین ملا جن کا گذارہ صدقہ کی روٹیوں
پر موقوف ہوتا ہے۔ یہ دونوں قسم کے واعظ خوش ہوں سکیں۔
ممکن ہی نہیں۔ مجلسوں اور محفلوں میں شراب خوری زانی اور
ہر قسم کی خیانت حقوق عباد میں کرنے والے اسی اکرام و
احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ کہ ایک امام المتقین بزرگ
بانیوں کے حلقہ میں اپنے وقت میں کیا فخر نہ تھا کہ ایک گروہ
دنیا میں ایسا سوار آیا اور وقت پر آیا اور پوری قابلیت کے ساتھ
آیا۔ وہ بھی دسہ روز بروز ثابت کر رہا ہے۔ کہ وہ حقیقتاً وہی
ہے۔ جس کے لئے خود موجودات صلی اللہ علیہ سلم سلام شوق
الفت پہنچا گئے تھے۔ وہ صدہا اصلحا اور اتقیا امت میں سے
اس تیرہ سو سال کے عرصے میں کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ کہ اس
سلام کا حقدار اپنے تئیں کہے۔ آخر بصیرت مستحق نے دعوی کیا
اور خطاب سے موسوم کیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ سلم کا سلام
کہنا ظاہر کرتا ہے۔ کہ اُس کا منصب تبلیغ بالکل پہلے نمونہ پر ہو
یعنے جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ سلم نے اپنے وقت میں
باطل کا خوف ناک رد کیا۔ اور مذاہب باطلہ عالم کے پیدہ

اور تمام مذاہب کو مخاطب فرمایا۔ اُسی طرز پر مسیح موعود کا
مشن بھی ہوگا۔ سید المرسلین صلعم نے یہود و نصاریٰ سے
مباحثات کئے۔ اُن کی بدکرداریوں اور ناپاک عقیدوں کو ظاہر
کیا۔ عرب کے برہمنوں اور نا تجیوں کے خبیث خیالات
کی بیخ کنی کی۔ اُس وقت کے علماء اور دوستان قیصر و کسریٰ
وغیرہم کے نام دعوت حق کے خطوط لکھے۔ اسی طرح
حضرت مسیح موعود نے ہند کے برہمنوں اور آریوں اور
عیسائیوں اور یہود سے مباحثات کئے۔ اور ان بے باک دشمنوں
سے ایک طرف حق کی حمایت کی اور دوسری طرف اُن کے
قلعوں پر متواتر حملے کئے اُن کو خاک کے برابر کر دیا۔

اور بالآخر چونکہ ایمان محمد مصطفے صلی اللہ علیہ سلم کے رنگ
سے رنگین تھا۔ یورپ کے کل سلاطین کے نام حقیقت اسلام و
بطلان نصرانیت کے خط لکھے۔ اور یہاں تک پہنچا ہیں
کوئی ایک فرد حکام سے ایسا نہیں رہا جس کی آنکھ اور
اقرار نے اُس کے تبلیغی نوشت کے دیکھنے اور پڑھنے کا شرف
حاصل نہ کیا ہو۔

کیا یہ سچ نہیں کہ ہمارے سید و مولیٰ نبی اللہ صلے اللہ علیہ سلم
نے ۲۳ برس کی زندگی میں اس جماعت جس کیلئے خدا تعالیٰ
نے انہیں پیدا کیا تھا۔ ایک عظمت کی۔ قرآن کریم کو حامل
قرآن علیہ الصلوۃ والسلام کی سچی سوانح عمری ہے جو شخص
تدبر سے دیکھے۔ وہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ وہ سب احقاق حق
اور ابطال باطل پر مشتمل ہے۔ پس اتباع سنت تو یہ تھا
کہ آپ کی سیرت کی قدم بقدم پیروی کی جاتی۔ کوئی ان
مفتیان تکفیر مسلمانان سے خدا کے لئے پوچھے کہ مرحوم
کے ان چیلوں میں سے کسی صحیفہ کو پورا کیا۔ حکام اور اعلیٰ
سوائے علماء تو ایک طرف مفتی تو بھولے منہ سے کسی
بے باکانہ کلمۃ الحق جرات سے نہ سنایا۔ سچ یہ ہے کہ خدا تعالے
نے سامنے منہ پھیر لیے۔ اور بہتوں کو پست اور جاہلوں
کو سر کر دیا۔ کہ حق نہ آئے۔ اور اپنا حق لے۔ کیا ہی سچ
ثابت ہوا جو کتاب مجید میں تیرہ سو برس قبل کہا گیا تھا۔
ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق
لیظھرہ علی الدین کلہ ص ۲۰ - ۲۶ - ۲۸ -
خدا تعالے کی حکمت ہے۔ کہ کل مفسرین اس آیت کو
مسیح موعود کے زمانہ سے مخصوص کرتے ہیں۔ اور فی الواقع
حق بھی یہی ہے۔

سو سلام الرسول صلی اللہ علیہ سلم دلالت کرتا ہے۔
کہ وہ شخص کس پایہ کس کام کا ہوگا۔ بڑے بڑے قطب

اور غوث اور مجدد امت مرحومہ میں ہوئے۔ جو سب نبی صلے اللہ
علیہ الصلوۃ والسلام کے سچے مقتدی اور عاشق تھے۔ مگر یہ
کیا ہے۔ کہ آپ نے سلام کسی کو بھی نہ کہا۔ غور کرنے والے
کے لئے اس میں آیات ہیں۔

اس تمام بیان سے ہماری جماعت کے لئے امید بھی ہے تبشیر و انذار
دونوں ہیں۔ بشارت تو یہ ہے۔ کہ تم نے اس مبارک وقت کو پا لیا
اور امام وقت کو پہچانا۔ اور قبول کیا۔ اور امید ہے۔ کہ ہم خدا تعالیٰ
کے فضل سے واخرین منھم اور رابع وعدوں کے مصداق
اور وارث ہوں گے۔ اور انذار یہ ہے کہ خدا تعالے کا کسی
کوئی رشتہ ناطہ نہیں۔ پہلے بھی اُس نے متقیوں سے ہی زمانہ
لگایا۔ اور اب بھی وہ متقیوں سے ہی دوستی کرے گا۔ یہود کو کہا
گیا۔ فضلتکم علی العالمین۔ اور صدیوں نبوت اور حکومت
اُن کے خاندان میں جاری رہی۔ مگر جب تقوی اللہ چھوڑ دیا تو
نعمتیں سلب کر لیں۔ اور آخر انتقال میں یا بقیہ دیگر اقبال
خارج کے وقت نئی جماعت کی نسبت بھی یہی کہا گیا۔
فسأكتبها للذين يتقون ويؤتون الزكوٰة الخ

یاد رکھو قرآن کریم کا لانے والا امام المتقین ہے۔ اور آپ
کی جماعت تقوے و طہارت کے سچے نمونے ہیں۔ ایرانیوں
کے لشکر کی تعداد کی کثرت کو دیکھ کر مسلمان لشکر کے بعض ضعیف
دل گھبرا گئے۔ تو اُس صحابی سپہ سالار نے کیا خوب جواب
دیا۔ کہ ہم آدمیوں کی قوت اور تعداد کے بل پر تو نہیں لڑتے
ہم تو ایمان اور دین کی قوت سے لڑتے ہیں۔ اور میں تو
چاہتا ہوں۔ کہ ان کلاب النار کی تعداد اس سے بھی مضاعف
ہو۔

ہم کو بھی ہر وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہنا چاہئے۔
کہ ہمیں متقی اور صالح بنائے۔ اور مجھے تو کامل امید ہے۔
کہ اللہ تعالے ضرور ضرور اس جماعت کو ایسی ہی جماعت
بنائے گا۔ جیسے اُس کے وعدے ہیں۔ کیونکہ صحابہ کی
طرح اس جماعت کے معلم بھی خود رسول اللہ صلے اللہ
علیہ سلم ہیں۔

آخر میں میں اپنی جماعت کو مبارکباد دیتا ہوں کہ بیشمار لوگوں
سے خدا تعالے نے انہیں چن لیا۔ اور دعا کرتا ہوں کہ
خدا تعالی اُن کے حصہ میں حسنۃ الدنیا اور حسنۃ الآخرۃ
لکھ دے۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب
العالمین

انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان میں شیخ یعقوب علی مالک و مہتمم نے چھپواکر شائع کیا